سنہ ۱۳۰۹

فی قصصهم عبرة لاولی الالباب

...الحمد والمنتہ کہ درین زمان میمنت اقتران ...
اوراق سعادت توامان این کارنامہ نادرہ تواریخ عجیبہ یعنی

تواریخ عجیبہ

موسوم بہ

سوانح احمدی

مولفہ جناب منشی محمد جعفر صاحب تھانیسری بقرا لیف و تصحیح تمام
جناب مولوی امجد علی صاحب دہلوی سلمہ اللہ القوی

در مطبع فاروقی دہلی باہتمام
محمد معظم طبع شد

قیمت فی جلد ... جلد ۱۰۰۰ ... ۱۰۱

مگر دین حق سے نہ پھرے۔ پھر جب حضرت عیسیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے تو علوم طبابت اور فنون حکمت اور شعبدہ بازی کا بڑا زور تھا چنانچہ اُسوقت ایک ایسا چشمہ موجود تھا کہ جس بیماری کا مریض اُسمین غسل کرتا فوراً اچھا ہوجاتا تھا اِسی لئے اُس حکیم مطلق نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اُنہین علوم اور حکمت اور شعبدہ بازی مروجۂ وقت کے رد کرنیکو ایسے معجزے عنایت کیے تھے کہ آپ مادرزاد اندھون اور کوڑھیون اور لاعلاج بیمارون کو بلا استعمال کسی دوا یا رقیہ کے فوراً اچھا کردیتے تھے اور ان سب سے بڑھکر یہ تھا کہ ساتھ حکم اللہ کے مردون کو زندہ کردیتے تھے۔ انکے بعد جب نبی آخر الزمان مبعوث ہوئے تو اُسوقت ملک عرب مین فن فصاحت اور شاعری کا بلا کا زور تھا کہ اپنی فصاحت اور بلاغت کے سامنے اہل عرب ساری دنیا کو گونگا بتلاتے تھے سو اللہ رب العزت نے حسب صوابدید وقت قرآن مجید کو ایسی فصیح اور بلیغ زبان عرب مین ایک اُمّی کے مُنہ سے خلق اللہ کو پہونچایا کہ جسکی فصاحت اور بلاغت کے سامنے سارے فصحا و بلغا عرب عاجز آگئے۔ اور باوجود جابجا قرآن مین للکارنے کے فَأْتُوا بِسُورَةٍ مِّن مِّثْلِهِ یعنی ایک سورت ہی مثل اسکے بنا لاؤ ایک آیت بھی مثل اسکے آجتک کسی سے نہین بنی۔ گو ہمارے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نبوت ختم ہوچکی مگر سلسلۂ ہدایت حسب قاعدۂ قدیم بذریعۂ نائبان ختم المرسلین قیامت تک جاری رہیگا پہلے وقتون مین جو کام نبی کیا کرتے تھے وہ اِس اُمت مین حسب صوابدید وقت خلیفہ اور مہدی اور امام اور مجدد اور علماء اُمت انجام دیکر بشارت عُلَمَاءُ أُمَّتِي كَأَنْبِيَاءِ بَنِي إِسْرَائِيلَ (یعنی میری اُمت کے علما مثل انبیا بنی اسرائیل کے خدمت ہدایت کو انجام دیا کرینگے) مین داخل ہوتے رہینگے۔

دیباچہ

یہ سب لوگون پر ظاہر ہے کہ بارھوین صدی ہجری کے اخیر پر تمامی دنیا مین عموماً اور ملک ہندوستان مین خصوصاً اسلام پر بہت ضعف آچکا تھا توحید جو اصل تمغہ اسلام کا ہے برائے نام رہگئی تھی۔ گور پرستی تعزیہ داری اور دیگر رسومات شرک کا بلا کا زور تھا بڑے بڑے نامی علماؤن کے گھرون مین صدہا رسومات شرک و بدعت کھلی کھلی ہوا کرتی تھین ہزارون ہندوٗن کی رسمین بیاہ شادی اور تجہیز و تکفین وغیرہ مین داخل ہوکر مثل فرض و واجب کے ضروری اور لابدی سمجھی جاتی تھین کونسی قبر اور چلہ بزرگون کا تھا کہ جسکا عرس اور میلہ مثل میلہ گنگا اور جوالاکھی وغیرہ کے نہوکر وہان کھلا کھلا شرک اور گور پرستی نہوتی ہو۔ بیوؤن کا نکاح ثانی حرام اور کفر اور خلاف شرافت سمجھا جاتا تھا یہ رسم بد اِس خاندان عالی شاہ عبدالعزیز صاحب مین بھی گھس گئی تھی۔ بیوی کی صحنک خود شاہ صاحب علیہ الرحمہ کے گھر مین ہوا کرتی تھی۔ شغل برزخ یعنی تصور تصویر شیخ کا (جو صریح بُت پرستی ہے) مراقبہ مین کرنا خاندان عالی شاہ ولی اللہ صاحب مین بھی جاری تھا۔ اکثر صوفیون مین اتحاد اور مسئلۂ وحدت وجود کا زور ہوگیا تھا ہر فرد بشر اپنے کو خدا جانتا تھا۔ فقیری اور درویشی کو شریعت سے علیحدہ سمجھ رکھا تھا۔ مسئلہ تقدیر پر پرلے سرے کا

جدال و قتال تھا کوئی قدریہ کوئی جبریہ ہو بیٹھا تھا۔ نذر و نیاز غیر اللہ ایک عام طریق حصول مطلب کا سمجھا جاتا تھا مثل
خدا تعالیٰ کے بزرگوں کو عیب دان اور ہر جگہ حاضر و ناظر جانتے تھے۔ بہت سے عقاید رفض اور تفضیل خود سنیوں میں
آگئے تھے۔ افتخار بمکارم آبا و اجداد شریف خاندانوں میں برہمنوں سے بڑھکر گھس گیا تھا۔ تقلید شخصی فرض سمجھی جاتی
تھی۔ مسلمانوں میں سے ہمدردی اور اخوت اسلامی اور میل محبت مفقود ہو چلی تھیں۔ استماع غنا و مزامیر و اختلاط
امارد عمدہ عبادات اور تزکیۂ نفس سے سمجھا جاتا تھا۔ تہذیب اخلاق کا نام نہ رہا تھا۔ سنتیں مٹتی چلی جاتی تھیں۔
بدعتوں کا روز بروز غلبہ تھا۔ منطق و فلسفہ پڑھنے والے مولوی عالم کہلاتے تھے قرآن و حدیث کا چرچا اٹھ چلا تھا۔ مسلمانان
درگور و مسلمانی در کتاب کا مضمون پورا پورا صادق ہو گیا تھا۔ صرف مراقبے مشاہدے اور کشف قبور اور توجہ دینے کو اصل کمال
انسانی اور اصل نجات بلکہ ولایت اور کرامت سمجھے ہوئے تھے۔ سلوک راہ نبوت جو اصل تعلیم سب پیغمبروں کی تھی اسکے طریق مفقود
ہو گئے تھے اور اسکی قدر و منزلت لوگوں سے اٹھ گئی تھی اور بظاہر سارا ملک ہندوستان کفرستان ہوتا جاتا تھا۔ پشاور سے لیکر
دہلی تک سکھوں کا راج تھا جہاں باواز بلند اذان کہنا اور گاؤکشی جرائم کبیرہ میں داخل تھی قاتل گائے کو پھانسی کی سزا ہوتی
تھی۔ اُدھر دکن میں مرہٹوں کا زور شور تھا وہ حملہ کرکے آگرہ اور دہلی تک آ پہنچے تھے۔ اگر خدا نخواستہ یہی کیفیت اور ایک صدی رہتی
تو اسلام اور کفر ایک ہو جاتا اسلام کا نام بھی باقی نہ رہتا مگر جب یہانتک نوبت گمراہی و ضلالت کی پہنچ گئی تو برکت حضرت
صلعم کے پھر رحمت الٰہی جوش میں آئی تو واسطے دور کرنے خرابیوں کے تیرھویں صدی کے پہلے ہی دن یعنی یکم محرم سنہ ۱۲۰۱ ہجری
مطابق ۱۷۸۶ع قصبہ رائے بریلی ممالک اودھ میں جناب سید محمد صاحب فخر خاندان سیادت مرجع ارباب ہدایت مرکز دائرہ
سعادت مظہر انوار نبوی منبع آثار مصطفوی دافع ظلمات کفر ماحی شرک و بدعت سید محمد عرفان کے گھر پیدا ہوئے آپکا سلسلہ نسب حضرت
حسن مجتبیٰ ابن علی کرم اللہ وجہہ تک اسطرح سے پہنچتا ہے۔ حضرت حسن مجتبیٰ سے حسن مثنیٰ انسے عبد اللہ محض انسے ابو محمد صاحب
نفس الزکیہ انسے ابو محمد عبد اللہ الاشتر انسے محمد الثانی انسے حسن الاعور نقیب الجیاد انسے ابو محمد عبد اللہ انسے سید قاسم انسے
سید جعفر انسے سید حسین عرف ابی الحسن انسے سید حسن انسے سید عیسیٰ انسے سید یوسف انسے سید رشید الدین احمد المدنی
انسے سید قطب الدین محمد الکبری انسے سید نظام الدین انسے سید رکن الدین انسے سید صدر الدین انسے سید قیام الدین
انسے سید علی انسے سید احمد انسے سید زین الدین انسے سید صدر الدین انسے سید قطب الدین انسے سید علاء الدین انسے
انسے سید محمود انسے سید احمد انسے سید محمد معظم انسے سید فضیل انسے سید محمد علم اللہ انسے سید محمد مہدی انسے سید محمد نور انسے
سید محمد عرفان انسے سید احمد صاحب ہادی تیرھویں صدی کے یکم محرم ۱۲۰۱ ہجری کو پیدا ہوئے۔ مولوی محمد اسحٰق گورکھپوری سے
روایت ہے کہ سید صاحب نے فرمایا تھا کہ مجھکو غیب سے الہام ہوا تھا کہ تیرا نسب نہایت صحیح ہے۔ **حلیہ شریف**
بلند قامت رنگ سرخ سفید ریش و بروت سیاہ قوی ہیکل پیوستہ ابرو کشادہ پیشانی دراز بینی خندان رو نہایت حسین
و جمیل خلق مجسم تھی۔ بوجہ حسنی سید ہونے کے آپ اُس حدیث کے مصداق ہوتے ہیں جو مشکوٰۃ شریف میں اسطرح سے روایت ہے